ابن خلدون کا نظریہ عصبیت، اسلامی نقطہ نظر سے

*ڈاکٹر عبدالغفور بلوچ

**ڈاکٹر عبدالرحمٰن یوسف خان

Abstract

Ibne Khuldoon, the father of Islamic Historiography, presented the idea of his theory of prejudice in his writings in a way to realize the readers regarding specific basis of progress among various nations or civilizations. According to this theory he set out to explicate human cooperativeness "Asabiyah" as having a biological basis in common descent, but being extendable far beyond social systems, though in a relatively unstable and attenuated approach. He combined psychological and material factors in a dynamical theory of the rise and decline of political ruler-ship and related general social phenomena to basic features of human influenced by kinship, expectations of reciprocity, and emotions. Positive Asabiyah, can even arise as solidarity within large anonymous groups, in particular can be cited as a vital example in the progress and advancement of various nations or civilizations.

ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد معروف بہ ابن خلدون یکم رمضان 732ھ ہجری بمطابق 27 مئی 1332ء کو تیونس میں پیدا ہوا اور قاہرہ میں 25، رمضان 808ھ بمطابق 16 مارچ 1406ء میں فوت ہوا۔(1) ابن خلدون خالص عربی النسل خاندان سے تھا جو جنوبی عرب کے خطہ حضرموت میں آباد تھا۔ وہ صحابی رسول حضرت وائل بن حجر الحضرمی کی نسل سے تھا۔(2) حضرت وائل بن الحضری بطور وفد نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔(3) رسول ﷺ نے ان کے آنے سے کئی دن پہلے ہی صحابہ کرام کو ان (یعنی وائل) کے آنے کی بشارت دے دی تھی کہ عنقریب حضرموت کا حاکم اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کی خاطر حلقہ اسلام میں شامل ہونے کے لیے آنے والا ہے۔ جب وائل حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں خوش آمدید کہا، اپنی چادر بچھا کر اس پر انہیں بٹھایا اور پھر آپ ﷺ نے حضرموت کے سرداروں کا انہیں حاکم اعلیٰ مقرر فرمادیا۔ (4)

ابن خلدون کا مورث اعلیٰ خالد المعروف بہ خلدون تیسری صدی ہجری میں یمن سے اُندلس (اسپین) کی طرف ہجرت کر گیا تھا

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی، وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی

وہاں اس کی اولاد میں سے متعدد افراد میں بعض قرمونہ اور بعض اشبیلیہ میں اہم انتظامی عہدوں پر فائز رہے۔(5) اسپینی زبان میں لفظ خلدون دراصل عربی کے لفظ خالد کی بدلی ہوئی شکل ہے جیسا کہ حفص سے حفصون، زید سے زیدون وغیرہ۔

ابن خلدون کی شہرت اس کی تصنیف ''کتاب العبر''، (المعروف بہ مقدمہ ابن خلدون) سے ہے جس میں پہلی بار اس نے عصبیت کی اصطلاح متعارف کروائی اور لفظ عصبیت کو اچھے اور بہتر معنی میں استعمال کیا۔ مقدمہ کا پورا نام ''کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر ومن عاصرھم من ذوی السلطان الاکبر'' ہے۔(6)

ابن خلدون کے نظریہ عصبیت کا جائزہ لینے سے پہلے، عصبیت کے لغوی و اصطلاحی معنی کا جاننا ضروری ہے۔ لفظ عصبیت کا مصدر عَصَب، عَصَبَہ، عُصبَہ، عَصَبِی اور عَصَبِیہ ہے۔ عَصَب کے معنی پٹھا، قبیلے کے منتخب لوگ اور عُصبَہ کے معنی جماعت یا آدمیوں، جانوروں اور پرندوں کا جتھا/گروہ ہے۔ عَصَبِی کے معنی پٹھوں والا اور عَصَبِیہ کے معنی ہٹ دھرمی، تعصب، جتھا بندی (گروہ) کا جوش واحساس کے ہیں۔(7)

امام راغب اصفہانی نے اس سلسلے میں کئی مصادر بیان کیے ہیں مثلاً العَصَبُ کے معنی بدن کے پٹھے جو جوڑوں کو تھامے ہوئے ہیں جیسا کہ لحم عَصِبُ بہت پٹھوں والا گوشت۔ المَعصوب دراصل اس لوہے کو کہتے ہیں جو پٹھے کے ساتھ بندھا ہوا ہو پھر عام مضبوطی کے ساتھ باندھنے پر عَصِبُ کا لفظ بولا جاتا ہے۔(8) العُصبَہ وہ جماعت جس کے افراد ایک دوسرے کے حامی اور مددگار ہوں۔ عَصِبُ ایک قسم کی یمنی منقش چادر، العِصَابَہ کے معنی پٹی یا پگڑی کے ہیں۔ اسی طرح اِعتَصَبَ کے معنی بھی پگڑی باندھنے میں آتے ہیں۔ المَعصُوب ایسی اونٹنی جب تک اس کے پاؤں باندھ کر اسے دوہا نہ جائے وہ دودھ نہ دے۔ العَصِیبُ پھیپھڑا کیونکہ وہ بھی انتڑیوں کے ساتھ لپٹا ہوتا ہے۔(9)

قرآن پاک میں لفظ ''عُصبَۃ'' جماعت وگروہ۔ یا مضبوط/ طاقتور جماعت یا بڑی جماعت کے معنوں میں آیا ہے۔ مثلاً (یوسف اور اس کا بھائی) زیادہ محبوب ہیں ہمارے باپ کو اور ہم ایک مضبوط جماعت ہیں''۔(10)

''(یوسف کے بھائی) کہنے لگے اگر اس (یوسف) کو بھیڑیا کھا گیا اور ہم ایک مضبوط جماعت تو بڑے نقصان اٹھانے والوں میں ہوں گے''۔(11)

''بے شک جو لوگ (جھوٹا الزام) تہمت لگا رہے ہیں یہ تم ہی میں سے ایک گروہ (جماعت) ہے''۔(12)

''اور ہم نے (قارون کو) خزانے عطا کیے تھے اور ان خزانوں کی چابیاں ایک بڑی جماعت اٹھاتی تھی''۔(13)

مشہور مترجم قرآن عبداللہ یوسف علی نے لفظ ''عُصبَۃ'' کا انگریزی ترجمہ "Body" (یعنی جماعت)۔ "Goodly Body" اور "Large a party" لکھا ہے۔(14)

لفظ عصبیت کے لیے انگریزی میں "Solidarity" کی اصطلاح مستعمل ہے۔ "Solidairty" کے معنی عصبیت، باہمی

اتفاق، استحکام، اغراض احساسات اور اتحاد عمل (15) اتحاد، یکجہتی، باہمی تعاون اور اتحاد عمل (16) کے ہیں۔ ابن خلدون نے عصبیت کو معاشرتی استحکام (Social Solidarity) اور گروہی احساس (Group Feeling) کے مفہوم میں لیا ہے۔

مختلف احادیث میں بھی ''عصبیت'' کا ذکر ملتا ہے جو کہ حسب ذیل ہے۔

☆۔۔۔حضرت واثلہ بن الاسقعؓ کی بیٹی سے روایت ہے کہ اس نے اپنے والد سے سنا جس نے کہا کہ میں نے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ عصبیت کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے۔(17)

☆۔۔۔حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں جس نے عصبیت کی طرف بلایا، عصبیت پر لڑا اور عصبیت پر مرا (یعنی جان دے دی)۔(18)

☆۔۔۔عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنی قوم کی ناحق پر مدد کرتا ہے وہ ایسے اونٹ کی طرح ہے جو کنویں میں گر جانے اور اس کو دم سے پکڑ کر نکالنے کی کوشش کی جائے (جو کہ ناکام ہو جائے گی)۔(19)

اس حدیث میں عصبیت کا لفظ مذکور نہیں تاہم حدیث کے مفہوم میں عصبیت کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

☆۔۔۔حضرت سراقہ بن مالک بن جعسم المدلجی سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ ''تم میں سے وہ بہتر (اچھا) ہے جو اپنے قبیلے کا اس وقت تک دفاع کرے جب وہ گناہ گار نہ ہو۔(20)

یعنی اپنے قبیلے کی جائز حمایت کرنے والا آدمی اچھا ہے۔

☆۔۔۔حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جہالت کے جھنڈے تلے لڑائی (قتال) کی (یعنی یہ نہ سوچا کہ حق پر ہے یا باطل پر) جو عصبیت کی طرف بلاتا ہے اور عصبیت کی وجہ سے غصہ کرتا ہے تو اس کا (اس طرح) قتال کرنا جاہلیت ہے۔(21)

☆۔۔۔عباد بن کثیر الشامی سے روایت ہے کہ اس نے اپنے قبیلہ کی ایک عورت جس کا نام فسیلہ تھا سے نقل کیا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا آدمی کا اپنی قوم سے محبت کرنا بھی عصبیت ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ عصبیت یہ ہے کہ آدمی ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے۔(22)

☆۔۔۔الحمیۃ الجاھلیہ (یعنی عصبیت) یہ ہے کہ آدمی اپنی قوم کی حمایت کرے حالانکہ وہ (قوم والے) ناحق اور ظلم پر ہوں۔(23)

عصبیت کے اصل معنی کسی خاندان یا قبیلہ میں نسبی رشتے کا جذبہ ہے۔ اس لفظ کی شہرت ابن خلدون کی مرھون منت ہے جس نے اسے ایک نئے معنی دیئے اور ایک نیا تصور عصبیت قائم کر کے اس پر اپنے فلسفہ تاریخ و نظریہ سلطنت کی بنیاد رکھی۔ ابن خلدون کے

نزدیک عصبیت اجتماع انسانی کا بنیادی رابطہ اور تاریخ کی بنیادی قوت متحرکہ ہے۔عصبیت کا احساس اپنی سادہ ترین شکل میں قبیلے کی باہمی نسلی قرابت سے پیدا ہوتا ہے مگر اِس نسلی تصور سے جو پیچیدگی پیدا ہوئی اس کا تدارک خود قدیم عرب میں ارتباط باہمی کے ایک اور دستور سے کرلیا گیا تھا۔(24)

ابن خلدون نے مقدمہ میں عصبیت پر تفصیلی بحث کی ہے اس سلسلے میں وہ لکھا ہے کہ ''کبھی کبھی ایسا ہوتا رہا ہے کہ ایک قوم وقبیلہ کا آدمی دوسرے قبیلہ میں جاملتا ہے کبھی اس وجہ سے کہ دوسرے قبیلہ سے قرابت ورشتہ ہوجاتا ہے یا دوسرے قبیلہ کا حلیف و مددگار ہونے سے یہ باہمی تعلق مستحکم ہوجاتا ہے یا کسی قبیلہ کی سرپرستی میں آکر اپنے آپ کو اس میں شامل کرلیتا ہے یا کسی جرم کا مرتکب ہوکر اپنی قوم وقبیلہ سے بھاگتا ہے اور جس قبیلہ میں موقع پاتا ہے گھس بیٹھتا ہے اور آہستہ آہستہ اس نئے قبیلہ کے نسب کا مدعی ہوکر انہی میں شمار ہونے لگتا ہے اور اس قبیلے سے عصبیت قائم ہوجانے پر خود بھی اس کا دردمند اور خیر خواہ ہوتا ہے اور وہ قبیلہ بھی رفتہ رفتہ اسے اپنے میں شامل کرکے اس کے عادات واطوار سے منفعل ومتاثر ہونے لگتا ہے۔(25)

اگرچہ ایک قبیلہ کے گروہ وبطون عام نسب کی وجہ سے صاحب عصبیت ہوتے ہیں لیکن عام نسب کے تعلق کے علاوہ قوم کی ایک ایک شاخ میں نسب خاص کی عصبیت اور بھی ہوتا ہے جو عام عصبیت سے قوی اور پرزور ہوتی ہے کیونکہ عصبیت خاص انہی لوگوں میں ہوتی ہے جس کی پیدائش زمانہ قریب یا ایک گھر یا ایک باپ کی اولاد ہیں۔یہ ایک خاص عصبیت ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے قریب کے رشتہ دار حقیقی بھائیوں میں جو باہمی دردمندی اور غیرت وحمیت ہوسکتی ہے وہ قریب یا بعید کے چچازادوں میں ہرگز نہیں ہوسکتی۔(26)

عصبیت دوطرح کی ہوتی ہے عام اور خاص۔عام میں تمام قبیلہ شریک ہوتا ہے اور خاص میں تقریباً ایک داد کی اولاد اور یہی عصبیت مضبوط اور زیادہ کام کی چیز ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ ریاست وسرداری قبیلہ کی ہر شاخ میں نہیں ہوتی کسی ایک ہی شاخ میں ہوتی ہے اور امارات وحکومت،شوکت وغلبہ سے حاصل ہوتی ہے۔یہیں سے ایک اصول وضع ہوتا ہے کہ کسی ایک عصبیت کا راجح وغالب ہونا بھی ضروری ہے اور یہ بھی کہ سیاست وامارات ہمیشہ اسی خاندان میں رہے گی جس کو یہ مضبوط اور پرشوکت عصبیت حاصل ہو۔(27)

حکومت غلبہ سے ملتی ہے اور غلبہ عصبیت سے ہوتا ہے اس لیے کسی قوم پر حکومت کرنے کے لیے ضروری امر ہے کہ حکمران کی عصبیت محکوم کی فرداً فرداً عصبیتوں پر غالب ہو کیونکہ جب ہر ایک مخصوص عصبیت کو رئیس کی خصوصیت زیادہ اور پرشوکت معلوم ہوگی تو قوم یا جماعت اس کے سامنے سر اطاعت خم کردے گی لیکن اگر ایک قوم میں دوسری قوم کا آدمی آجائے اور ان پر حکومت کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا کیونکہ اس قوم میں اسے مضبوط عصبیت حاصل نہیں ہوسکتی زیادہ سے زیادہ کچھ اس کی جانبداری ہونے بھی لگتی ہے۔لیکن کسی قوم پر اجنبی کو غلبہ ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔(28)

ریاست کے قیام کے لیے عصبیت کا ہونا نہایت ضروری ہے اگر چہ ریاست بہ استحقاق واقعے موروثی ہی کیوں نہ ہو۔(29)
جب عصبیت مضبوط اور ہیبت ناک ہوگی اور صاحب گھرانہ بزم وشریف تو سب کا فائدہ بھی زیادہ ہوگا لیکن جو لوگ اپنے قبائل سے جدا ہو کر شہروں سے الگ الگ جا کر رہتے ہیں اور اس لیے ان کی عصبیت وحمایت کمزور ہو جاتی ہے ان کو صاحب خاندان کہنا اعتباری ہے اور اگر وہ اس کے مدعی ہوں تو سراسر خام خیالی ہے۔(30)

اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک خاندان کو عصبیت اور اخلاق واطوار سے ایک وقت میں پوری شرافت حاصل ہوتی ہے لیکن شہری ماحول میں قدم رکھتے ہی وہ شرافت گھٹنے لگتی ہے اور وہ خاندان اپنی خام خیالی سے اپنے آپ کو اسی طرح صاحب عصبیت سمجھتا ہے حالانکہ عصبیت کے ناپید ہو جانے سے شرافت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ بنو اسرائیل اس خبط میں سب سے زیادہ مبتلا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم کے زمانے سے حضرت موسیٰ کے زمانے تک جو اس قوم بنو اسرائیل کے صاحب شریعت پیغمبر تھے بہت سے انبیاء ورسول ان میں پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ ان میں عصبیت بھی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق ان (یعنی بنو اسرائیل) کو دولت وسلطنت بھی عطا کی تھی لیکن ایک مدت دراز کے بعد ان کو بلند درجات سے محروم ہونا پڑا اور ذلت وخواری ان کے حصے میں آئے اور مجبوراً جلاوطنی اختیار کی لیکن خیال شرافت ان میں بھی باقی ہے کوئی ہارونی کہلاتا ہے کوئی آل یوشع کوئی کالب کی فرزندی پر نالاں ہے حالانکہ پوری ملت (بنو اسرائیل) مدت دراز سے ذلت وخواری میں زندگی بسر کرتی ہے اور عصبیت کا نام ونشان تک باقی نہیں۔(31)

واقعی اور حقیقی شرافت عصبیت والوں کا حصہ ہے لیکن جب کوئی عصبیت والی قوم احسان وانعام سے کسی اجنبی کو اپنا بنا لیتی ہے یا مزید اختلاط ہونے سے اس کا خون غلام وخدام کے خون سے مل جاتا ہے تو اس وقت وہ غیر پرورش یافیہ بالغ غلام بھی قوم کی نسبی عصبیت میں شریک ہو جائے گا اور قوم کا عصبہ ہونے کی وجہ سے تمدن وانتظامی معاملات میں بھی افراد وقوم سے برابری کا مدعی بن جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ عصبیت والی قوم میں یونہی داخل ہونے والوں کے نسب ولادت کی کچھ وقعت نہیں ہوتی اس لیے کہ قوم کے نسب سے ان کا یہ نسب مختلف والگ ہوتا ہے اور ان کے نسب قدیم کی عصبیت ہی ناپید ہو جاتی ہے اس لیے یہ لوگ اپنی عصبیت والوں سے الگ ہو کر ایک نئے نسب میں آملتے ہیں پھر ان کو اپنی قوم سے کیا تعلق رہا کہ عصبیت باقی رہے۔(32)

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگوں کے پہلے نسب میں عصبیت اور حکومت ہوتی ہے اور وہ زوال پذیر ہو کر غیروں کی غلامی اور دست پروردگی کی نوبت آتی ہے اس حالت میں وہ پہلا نسب اگر چہ بہت کچھ دقیق تھا۔ عصبیت کے ناپید ہو جانے کی وجہ سے ساقط الاعتبار اور بے سود ہو جاتا ہے اور یہ دوسری نسبت اپنی عصبیت کی وجہ سے قابل توجہ اور سود مند ثابت ہوتی ہے۔ آل برمک کی یہی حالت ہوئی کیونکہ فارسی میں ان کا گھرانہ موبد تھا لیکن بنو عباس کی غلامی میں آکر اس نسب کا خیال تک نہ رہا بلکہ سب کچھ سلطنت کی غلامی اور تربیت سے شہرت وشرافت پائی۔(33)

ابن خلدون کے نزدیک عصبیت وشہرت چار پشتوں تک برقرار رہتی ہے۔اس کے بقول جب کسی قوم اور خاندان میں عزت و شرف کی بنیاد قائم ہوئی ہو وہ چار پشتوں سے زیادہ برقرار نہیں رہتی کیونکہ وہ شخص خود بزرگی وشرافت کا بانی ہوتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ یہ عزت مجھے کیوں کر اور کس طرح کی عادات وافعال سے ملتی ہے اور وہ ان باتوں کی حفاظت کرتا ہے جو شرافت وعزت کے حصول وبقاء کا باعث ہیں اس کے بعد اس کے بیٹے کی باری آتی ہے تو یہ باپ کی بات بنائے رکھتا ہے لیکن باپ کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔اس کے بعد اس کی اولاد آتی ہے جو تیسری پشت ہوتی ہے یہ تقلید اور پیروی سے کام چلاتا ہے اور دوسری پشت سے مرتبہ میں کم ہوتا ہے۔اس کے بعد چوتھی پشت آکر اپنے اسلاف کے راستہ سے بالکل الگ ہو جاتی ہے اور یہ خیال کرتی ہے کہ عزت و شرافت ہمارا خاندانی ترکہ ہے جو محض نصب کی وجہ سے ہمارے بزرگوں کو ملتا رہا اور اب ہم تک پہنچا ہے اسے عصبیت واخلاق و اطوار سے کیا تعلق ہے وہ سمجھتا ہی نہیں کہ یہ شرافت وحسب کب پیدا ہوا اور کن اسباب سے ہوا سے اپنے نسبی فخر کے سوا اور کچھ نہیں سوجھتا جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ قوم میں ہمارا اثر ہے اور لوگ ہمارے ہی کہنے پر چلتے ہیں تو اپنے آپ کو تمام قوم اور اہل عصبیت سے افضل واعلیٰ سمجھنے لگتا ہے اور وہ غرور وخود پسندی میں گرفتار ہو کر تواضع اور دلوں کو مائل کرنا چھوڑ بیٹھتا ہے اور قوم کی دل آزادی اور تحقیر سے دریغ نہیں کرتا۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ قوم کی نگاہوں سے گر جاتا ہے اور کچھ ہی عرصے میں ایسا گھرانہ گمنام ہو جاتا ہے۔ یہی حال ملوک وسلاطین، امراء وورساء اور اہل عصبیت میں جاری رہتا ہے۔(34)

عصبیت سے صاحب عصبیت کو حمایت ومدافعت کی قدرت وقوت حاصل ہوتی ہے۔وہ حق واجب کا اغیار سے مطالبہ کر سکتا ہے جس بات پر چاہتا ہے اپنی قوم کو آمادہ ومتفق کر لیتا ہے۔جب کسی شخص کو عصبیت وشوکت حاصل ہوتی ہے تو وہ برابر اس کی افزائش کی فکر میں لگا رہتا ہے اور مختلف تدابیر سے اسے بڑھاتا ہے یہاں تک کہ ریاست واتباع کا منصب مل جاتا ہے۔(35)

اگر ایک قبیلہ میں متعدد گھرانے ہیں اور سب کے سب اپنی اپنی جداھانہ عصبیت رکھتے ہیں تو ضروری ہے کہ ملک وحکومت کی عصبیت سب سے مضبوط ہو۔تاکہ وہ تمام عصبیتیں مغلوب ہو کر اسی عصبیت میں مل جائیں اور وہ بصورت اتحاد ایک بڑی عصبیت بن جائے اور اگر ملک وحکومت والی عصبیت غالب نہیں اور باقی کو اپنے اندر شامل نہیں کرسکتی تو حکومت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔(36)

جب کسی عصبیت کو اپنی قوم پر غلبہ حاصل ہو جاتا ہے تو پھر بالطبع دور کی عصبیتوں اور قبائل واقوام پر غلبہ کا خیال پیدا ہوتا ہے۔اگر حریف برابر کا نکلا اور مقابلے پر اڑ گیا تو باہم جنگ وجدل کا میدان گرم ہو جاتا ہے اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ اپنی اپنی قوم پر حکومت کرتا رہتا ہے اور اگر ایک کو غلبہ ہو گیا اور دوسری حکومت وعصبیت اس میں شامل ہو گئی اور غلبے کی طاقت بڑھی تو پھر حوصلہ اور بڑھتا ہے اور اسی طرح غلبہ وتحکم بڑھتے بڑھتے آخری حد تک پہنچ جاتا ہے اور حکومت پھیل جاتی ہے اور برابر وسعت مملکت بڑھتی رہتی ہے۔یہاں تک کہ یہ نوخیز قوت وشوکت کسی سلطنت سے ٹکر لیتی ہے اور اگر یہ حریف سلطنت زوال کی جانب گامزن ہے اور ارکان

سلطنت میں مقابلہ کی تاب نہیں ہے یا وہ اس سے پہلو تہی کرتے ہیں تو وہ پر زور شوکت و عصبیت اس بدنصیب ملک پر غالب آ کر عنان سلطنت خود اپنے ہاتھ میں لے لیتی ہے تمام ملک اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔(37)

ملک عصبیت کا نتیجہ ہے اور یہ بھی کہ جب عصبیت انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو قبائل کو تقاضائے وقت کے موافق کبھی اقدام جارحیت اور کبھی مدافعت و نصرت سے مملکت و سلطنت حاصل ہوتی ہے اور اگر عصبیت مزاحمت و نوانع کی وجہ سے کمال وانتہا تک نہ پہنچ سکی تو اس کی ریاست و حکومت بھی ایک زمانہ کے لیے رک جاتی ہے یہاں تک کہ نئے اسباب پیدا ہوں اور عصبیت کو بڑھائیں یا گھٹائیں۔ جب کوئی قبیلہ عصبیت کے زور سے پوری طرح غلبہ حاصل کر لیتا ہے تو جس قدر اس کا تغلب ہوتا ہے اسی کی نسبت سے اسے دولت و ثروت بھی ملتی ہے اور یہ بھی مالداروں اور دولتمندوں میں شامل ہو جاتا ہے اور جہاں تک ہو سکتا ہے انہی کی چال چلتا ہے اور جو کچھ سلطنت اور اس کے محصولات سے ملتا ہے اس کو غنیمت سمجھتا ہے اور ملکی نزاع اور توسیع و تسلط کا اسے خیال تک نہیں آتا بلکہ عیش و آرام، کسب و ہنر اور ظاہری شان و شوکت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور لوگ اپنی دولت و ثروت کے اندازے کے موافق بلند اور پر تکلف عمارتیں بناتے ہیں اور قسم قسم کی صنعت و حرفت کی ایجاد و اختراع کے بعد ترقی ہوتی ہے۔ ان باتوں سے ان کی بدویت کا کھر دراپن رو بہ زوال ہوتا ہے اور عصبیت کمزور پڑ جاتی ہے اور ان کی اولاد جو اس زمانہ میں پیدا ہوتی ہے وہ ناز و نعمت میں پلنے کی وجہ سے خود امور ضروریہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور عصبیت سے بے پرواہ ہو جایا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ یہی ان کی عادت ثانیہ بن جاتی ہے اور رفتہ رفتہ بعد میں آنے والی نسلوں میں عصبیت بالکل نہیں رہتی۔(38)

قوم میں زوال واد بار نمودار ہو کر پہلے اشراف قوم پر ہاتھ صاف کرتا ہے اور قوم کا عز و شرف نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ کیونکہ عیش و عشرت، عصبیت کے سخت دشمن ہیں۔ اس لیے عصبیت کے زوال کے ساتھ ہی قوم بھی مدافعت و حمایت سے قاصر و مجبور ہو جاتی ہے اور مطالبہ حقوق کی اس میں مطلق قوت باقی نہیں رہتی۔ دیگر قبائل اس پر غالب آ جاتے ہیں۔(39)

قومی عصبیت غیروں کی اطاعت کرتے کرتے اور حکومت کی ذلت سہتے سہتے بالکل مفقود ہو جاتی ہے کیونکہ جب تک عصبیت و خودداری قوم میں باقی ہو وہ قوم ہرگز ذلت و خواری کو گوارا نہیں کر سکتی اس لیے ذلت و فرمانبرداری پر راضی ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اب قوم میں مدافعت کی قوت نہیں ہے اور جو قوم مدافعت ہی نہیں کر سکتی وہ مطالبہ و مقابلہ سے عاجز و قاصر ہو گی۔(40)

جب تک کسی قوم میں عصبیت باقی رہتی ہے حکومت اسی قوم کے مختلف قبائل میں منتقل ہوتی رہتی ہے اور جس قدر جس قوم میں عصبیت زیادہ ہوتی ہے اسی قدر اس کی شوکت زیادہ اور دیرپا ہوتی ہے اور جب قوم، ناچ رنگ اور عیش و آرام میں ڈوبتی ہے تو مملکت کو بھی زوال آ جاتا ہے۔(41)

سیاسی تغلب و ملکی استیلا استحقاق کا مطالبہ اور غیروں کا مقابلہ عصبیت کے بغیر نہیں ہو سکتا کیونکہ عصبیت ہی ایک ایسی چیز ہے جو جد قوم میں غیرت و حمیت کی روح پھونکتی اور افراد قوم کو باہمی نصرت پر آمادہ کرتی ہے یہاں تک کہ ہر شخص دوسرے کے لیے جان دے دینا معمولی بات سمجھنے لگتا ہے اور کوئی صاحب السلطنت مغلوب ہوئے بغیر سلطنت غیروں کے سپرد نہیں کرتا اور جدال وقتال

تک نوبت پہنچتی ہے اور آخر میں غلبہ یا جنگ کا فیصلہ اسی کے حق میں ہوتا ہے جو صاحب عصبیت ہو لیکن عصبیت کا یہ راز جمہور کی نگاہوں میں مخفی ہے۔(42)

ابن خلدون اسپین (اندلس) سے متعلق کہتا ہے کہ جب اندلس میں اموی عصبیت کا خاتمہ ہوا تو ملوک الطوائف کا دور آیا۔ ہر طرف کا والی (گورنر) خود مختار بن بیٹھا اور باہمی کشمکش کے بعد ملک (اندلس) کو آپس میں بانٹ لیا اور آخر ان لوگوں (ملوک الطوائف) نے اندلس کی وجہ حالت بنائی جو اہل عجم خلافت عباسیہ کی بنا چکے تھے۔ ان میں ہر ایک نے ملوکانہ القاب اختیار کیے اور اپنی اپنی جگہ اطمینان و فارغ البالی سے حکومت کرنے لگے۔ چونکہ ملوک الطوائف میں شوکت عصبیت باقی نہیں رہی تھی اس لیے وہ مرابطین (یوسف بن تاشقین) کے حملے کی مدافعت نہ کر سکے اور آسانی سے ان کے لیے اپنی جگہ خالی کر دی۔ غرض یہ کہ ابتداء سلطنت کی بنیاد عصبیت کے ہاتھوں سے پڑتی ہے اور ایک زمانہ تک عصبیت ہی سلطنت کی حامی و نگہبان رہتی ہے۔(43)

ملک عصبیت سے حاصل ہوتا ہے اور وہ عصبیت متعدد و کثیر عصبیتوں کا آمیزہ و مرکب ہوتی ہے جن میں سے ایک عصبیت باقی تمام عصبیتوں سے مضبوط اور پرزور ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ سب پر غالب آتی ہے اور تمام عصبیتیں اس میں شامل و مدغم ہو جاتی ہیں اور اس مجموعی زور سے اقوام و ممالک پر تغلب حاصل ہوتا ہے۔ ان عصبیتوں کے اتحاد اور پھر ایک عصبیت کے غلبہ میں راز یہ ہے کہ قبائل کی عصبیت عامہ مزاج شئے کی مانند ہے اور مزاج عناصر سے ملتا ہے اگر عناصر برابر مجتمع ہوں تو مزاج شئے بالکل قائم ہی نہیں ہو سکتا بلکہ کسی ایک عنصر کا غالب ہونا قوم مزاج کے لیے ضروری ہے تاکہ نظم وضبط قائم ہو سکے۔ اسی طرح بہت سی عصبیات میں سے ایک عصبیت غالب ہو کر مملکت قائم کرتی ہے اور یہ غالب عصبیت بڑے گھرانے اور ریاست والی قوم کو حاصل ہوتی ہے اور ضروری ہے کہ اس میں سے کوئی خاص شخص اس کا رئیس ہو۔ وہی باقی عصبیات پر بھی رئیس وافسر ہوتا ہے کیونکہ اسی کا خاندان صاحب تغلب ہے۔(44)

دین و شریعت یا اور کوئی ایسا ہی کام جس پر جمہور کو متفق و مجتمع کیا جائے عصبیت کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر ایک مطالبہ قوت سے حاصل ہوتا ہے اور قوت کا ذریعہ عصبیت ہے۔ ملت و مذہب کے لیے بھی عصبیت کا ہونا ضروری ہے اور عصبیت کے سہارے ہی حکم الٰہی پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔(45)

عصبیت کی بنیاد خواہ خون کے رشتے پر ہو یا معاشرے کے کسی تعلق پر ابن خلدون کے نزدیک وہ ایسی قوت ہے جو انسانی گروہوں کو اپنی ہستی منوانے، دوسروں سے سبقت لے جانے اور حکومتیں، شاہی خاندان اور سلطنتیں قائم کرنے پر ابھارتی ہے۔ مثال کے طور پر عرب مملکت قبیلہ قریش بالخصوص بنو ہاشم بن عبد مناف کی عصبیت کی پیداوار ہے۔ بہرکیف جب ملک ہاتھ لگ جائے تو حکمران گروہ میں اپنے آپ کو طبعی عصبیت سے، جس پر اس کی بنیاد قائم ہوئی تھی علیحدہ کرنے کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے اور پھر اس کی جگہ دیگر قوتیں لے لیتی ہیں جو آگے چل کر اس گروہ کی مطلق العنانی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔(46)

حوالہ جات

1۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد اول، ص 504 طبع اول، 1964ء، دانش گاہ پنجاب، لاہور

2۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد اول، ص 503 طبع اول، 1964ء، دانش گاہ پنجاب، لاہور

3۔ ابو عبداللہ محمد بن سعد بن منیع البصری (کتاب الواقدی)، طبقات الکبیر، جلد دوم، ص 150، ترمہ علامہ عبداللہ العمادی، نفیس اکیڈمی، کراچی، سن ندارد

4۔ عزالدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری المعروف بہ ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ، مترجم مولانا محمد عبدالشکور فاروقی، جلد سوم، حصہ نہم، ص 358، عبداللہ اکیڈمی الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور، سن ندارد

5۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد اول، ص 503 طبع اول، 1964ء، دانش گاہ پنجاب، لاہور

6۔ ابو زید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص 50، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران و تاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

7۔ فیروز اللغات عربی اردو، ص 450، فیروز سنز لمیٹڈ، سن ندارد

8۔ حسین بن محمد بن مفضل المعروف بہ امام راغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، ترجمہ مولانا محمد عبدہ فیروز پوری، جلد دوم، ص 700، اشاعت جون 1987ء، ناشر: شیخ شمس الحق 238، کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور

9۔ حسین بن محمد بن مفضل المعروف بہ امام راغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، ترجمہ مولانا محمد عبدہ فیروز پوری، جلد دوم، ص 701، اشاعت جون 1987ء، ناشر: شیخ شمس الحق 238، کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور

10۔ سورۃ یوسف، آیت 8

11۔ سورۃ یوسف، آیت 14

12۔ سورۃ نور، آیت 11

13۔ سورۃ القصص، آیت 76

14۔ The Meaning of the Holy Quran: Amana Corporation, Brentwood, Maryland, U.S.A Abdullah Yusuf Ali, New Rev.4th Edition, 1989.

15۔ بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق، دی اسٹینڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری، ص 1166، اشاعت چہارم، 1985ء، انجمن ترقی اردو کراچی

16۔ شان الحق حقی، آکسفورڈ انگلش اردو ڈکشنری، ص 1644، اشاعت ششم، 2007ء، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس

17۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، جلد دوم، کتاب الادب، باب فی العصبیۃ ص 351/350، مکتبہ امدادیہ، ملتان

18۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، جلد دوم، کتاب الادب، باب فی العصبیۃ ص 351/350، مکتبہ امدادیہ، ملتان

19۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، جلد دوم، کتاب الادب، باب فی العصبیۃ ص 351، مکتبہ امدادیہ، ملتان

20۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، جلد دوم، کتاب الادب، باب فی العصبیۃ ص 351،

مکتبہ امدادیہ، ملتان

21۔ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابن ماجہ الربعی القزوینی، سنن ابن ماجہ، جلد دوم، ابواب الفتن، باب العصبیہ، ص463، مطبعہ تازیۃ، مصر۔

22۔ ایضاً ص463، (ابن ماجہ والی حدیث، مسلم کتاب الامارہ میں اور مسند احمد بن حنبل میں بھی ہے۔ بحوالہ، المعجم الفہرس الالفاظ الحدیث النبوی جلد چہارم، ص237/236، مطبعہ بریل، لیدن، 1962ء)

23۔ بذل المجھود، شرح سنن ابی داؤد، باب فی العصبیہ، (مترجم: مولانا خلیل احمد سہارنپوری)، جلد پنجم ص305، جید برقی پریس، دہلی

24۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد اول ص504 طبع اول، 1964ء، دانش گاہ پنجاب، لاہور

25۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص235، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

26۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص236، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

27۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص236، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

28۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص237، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

29۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص237، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

30۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص238، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

31۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص239/238، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

32۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص239، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

33۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص240، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

34۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص240/241، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

35۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص242، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

36۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص243،

اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

37۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص243، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

38۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص243/244، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

39۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص244، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

40۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص244، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

41۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص248، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

42۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص255، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

43۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص 257/256، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

44۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص266/265، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور۔

45۔ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد المعروف بہ ابن خلدون، کتاب العبر (مقدمہ)، مترجم مولانا عبدالرحمٰن دہلوی، ص298، اشاعت 2005ء، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور

46۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد اول، ص504، طبع اول، 1964ء، دانش گاہ پنجاب، لاہور